اخلاص عشق و محبّت
اور
کثرتِ ثواب والے اعمال

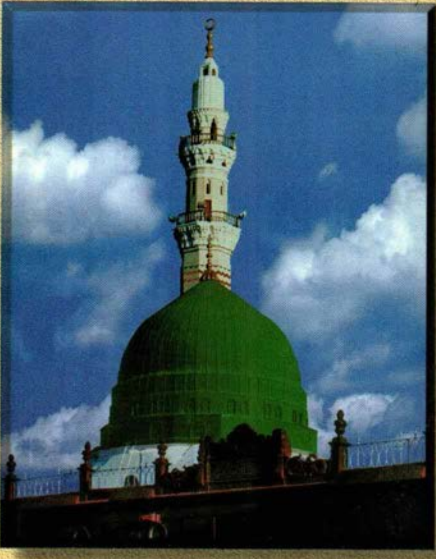

از افادات

قطب العارفین حضرت صوفی محمّد اقبال صاحب مہاجر مدنی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِخلاص عشق و محبّت
اور
کثرتِ ثواب والے اعمال

از افادات

قطب العارفین حضرت صوفی محمّد اقبال صاحب مہاجر مدنی دامت برکاتہم

مُرتّبہ

محمّد آزاد منہاس

معاونت خصوصی برائے ترتیب وکمپوزنگ

حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکتبہ اقبالیہ

نور حراء پبلیشر

ای مل: noorbari786@gmail.com

فون: 0092-312-2502281

فهرست مضامین

مکّے میں ہوں پر ہے ہوس کوئے مدینہ
دے ہے رُخ کعبہ خبر روئے مدینہ

حُبّ احمد ازل ہی سے سینے میں ہے
میں یہاں ہوں مرا دل مدینے میں ہے

اخلاص، عشق و محبت کے

اور

کثرتِ ثواب والے اعمال

از افادات

قطب العارفین حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی دامت برکاتہم

مُرتبہ

محمد آزاد منہاس

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	مقصد تصنیف	۳
۲۔	تنبیہ	۴
۳۔	گناہ اور اسکی قسمیں	۵
۴۔	نیکیوں کی دو قسمیں	۶
۵۔	جدید طبقے کا دینی رجحان	۷
۶۔	امتحان محبت	۸
۷۔	کفر کے مقابلے میں ایمان نہایت خالص جوہر ہے	۹
۸۔	شریعت پر جزوی عمل دینی غیرت کے فقدان کا مظہر ہے	۹
۹۔	کھوٹے اعمال پر گرفت	۹
۱۰۔	مسلمانوں کا مبارک گروہ	۱۰
۱۱۔	آپ ﷺ کی محبت واتباع واحترام ہی اصل ایمان ہے	۱۱
۱۲۔	محبت الٰہی	۱۲
۱۳۔	مخلوق اللہ میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے عقل مند لوگ	۱۳
۱۴۔	حضرت شیخؒ کی تڑپ	۱۵
۱۵۔	تحریر کا ماحصل	۱۷
۱۶۔	اخلاص اور عشق ومحبت بڑھانے کے طریقے	۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخلاص، عشق و محبت
اور
کثرتِ ثواب والے اعمال

مقصد تصنیف :

بروز جمعرات بمطابق ۷ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ (۱۳ جنوری ۲۰۰۰ء) کو قطب العارفین حضرت اقدس صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی دامت برکاتہم نے بعد نماز عصر مندرجہ ذیل ملفوظات سے حاضرین کو مستفید فرمایا:

میری ایک دیرینہ خواہش تھی جس کا میں تحریری اظہار کرنا چاہتا ہوں لیکن اپنی بیماری اور کمزوری کی وجہ سے نہ تو خود لکھ سکتا ہوں اور نہ ہی کسی مستقل نشست میں کسی دوسرے سے تحریر کرا سکتا ہوں۔ البتہ دل سے چاہتا ہوں کہ کوئی لکھنے والا شخص میرے خیالات کو تحریر میں لے آئے بلکہ اگر اس کی اشاعت ہو جائے تو مجھے بہت تسلی اور خوشی ہوگی۔ اور اس تحریر کی وجہ یہ ہے کہ آج کل کے دین دار مسلمانوں کی اکثریت کا زور بظاہر کثرت ثواب والے نفلی اعمال پر ہے۔ یہ حضرات اپنی حیثیت کے شایانِ شان کئی عمرے اور حج کرتے ہیں۔ اسی طرح دیگر نفلی عبادات (جو کہ ان کی طبیعت اور نفس پر گراں نہ ہوں) اس میں بھی بڑھ چڑھ کر مشغول ہوتے ہیں۔ اور اپنے کثرت ثواب

والے اعمال کی انجام دہی پر خوش وخرم اور مطمئن ہیں۔ مگر اکثر کے پیش نظر یہ حقیقت نہیں ہوتی کہ بندے کے اعمال صرف ظاہری صورت میں بے جان ہیں اور اخلاص کا وجود ان کے لئے روح ہے اور اعمال بے روح اور بے جان ہونے کی وجہ سے اس بارگاہ عالی میں شرف قبولیت کے ہرگز لائق نہیں بلکہ کسی بڑے سے بڑے کا عمل بھی اس عالی شان ذات پاک کے قابل نہیں جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے عمل کی بدولت نجات نہ پائے گا.......... مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے“۔

آپ ﷺ کے اس فرمان مبارک کی روشنی میں ہمارے اعمال کی اس عالی شان بارگاہ میں اور اس ذات رب العالمین کے سامنے کیا حیثیت ہوگی۔ اگر اللہ پاک کے فضل وکرم سے معرفت کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ بھی نصیب ہو جائے تو پھر اپنے بہترین سے بہترین اعمال پر بھروسے سے دست بردار ہو کر محض اس کریم ذات کے فضل اور رحمت پر انحصار کا یقین آجائے۔ درحقیقت اللہ پاک ہمارے ناقص اور ناقابل قبول اعمال ہی کو محض اپنے عظیم فضل وکرم سے قبول فرماتے ہیں اور جو اعمال عشق و محبت اور اخلاص کے ساتھ سر انجام پاتے ہیں۔ بارگاہ باری تعالیٰ میں ان کی انتہائی قبولیت کی بشارتیں دی گئی ہیں اور ہماری اس تحریر کا اصل مقصد بھی یہی عرض کرنا ہے کہ ہم اپنے اعمال میں اخلاص اور عشق و محبت کے جوہر کو کسی طرح اجاگر کریں تاکہ ہمارے ادنیٰ اور حقیر اعمال قبولیت خداوندی سے سرفراز ہو سکیں۔

تنبیہ :

اس مضمون کے آغاز میں ہی ہم یہ وضاحت بھی نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری اس تحریر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدانخواستہ ہم کثرت ثواب والے اعمال کو کم

اہمیت دینا چاہتے ہیں۔ یہ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ کثرت ثواب والے اعمال کے بارے میں جو ترغیبیں آئی ہیں ان پر ایمان لانا حق ہے۔ ہر ایک عمل کا حساب اور وزن ہونا ہے۔ ایک ایک نیکی پر جنت اور جہنم کا فیصلہ ہونا ہے۔ لہٰذا ایک نیکی بھی بہت بڑا سرمایہ ہے۔ البتہ یہ سرمایہ تب بنے گا جب بارگاہ عالی میں قبول ہو جائے گا اسی لئے اپنے اعمال کو عشق و محبت اور اخلاص سے مزین کر کے قابل قبولیت اور وزنی بنانے کی ضرورت ہے اور یہی ہماری تحریر کا مقصود ہے اور اس ذات پاک کی طرف سے بھی اسی طرح کے اچھے اعمال کا انسان سے تقاضا ہے جیسے قرآن مجید کی سورۃ الملک میں فرمایا گیا ہے:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً۔

"یعنی جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے"۔

گناہ اور اسکی قسمیں :

وضاحت کے طور پر یہ بھی عرض کیا جاتا ہے کہ گناہ کی دو بڑی قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جس میں بشریت کے تقاضے سے حیوانی گناہ مثلاً زنا، شراب، چوری وغیرہ، انسان کے نفس کے غلبے سے ہو جاتے ہیں ان کے لئے معافی ہی معافی ہے توبہ کے بغیر بھی معاف ہو سکتے ہیں۔ مگر دوسری قسم کے شیطانی گناہ کفر کی لائن یعنی تکبر کی لائن کے گناہ ہیں اور حدیث شریف کے مطابق ان کا ذرہ برابر بھی جہنم میں لے جاتا ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث مبارک میں حضرت ابوہریرہؓ سے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ قیامت کے دن جبارین اور متکبرین کو چیونٹیوں کے برابر کر دیا جائے گا لوگ ان کو روندتے ہوئے جائیں گے۔

نیکیوں کی دو قسمیں :

نیکیوں کی بھی دو اقسام ہیں۔ ایک میں ثواب زیادہ وارد ہوا ہے اور دوسری میں ثواب کے لحاظ سے تو زیادہ نہیں مگر عشق و محبت اور اخلاص کی بات ہے۔

پہلی قسم :

یاد رہے کہ نیکیاں تو ہماری ناقص اور بے روح ہیں اور بے روح پر کوئی ثواب نہیں۔ مگر جب اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے بے روح کو بھی قبول فرماتے ہیں تو اس ذات سے حسن ظن رکھتے ہوئے نیکیاں اکٹھی کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ البتہ یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ اگر ہماری نیکیوں کی پرکھ ہو گئی تو یہ بڑے سے بڑا گناہ شمار ہوگی جیسا کہ نماز جیسی بڑی عبادت کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ بعضوں کی نماز ان کے منہ پر مار دی جائے گی۔ اسی طرح اگر بندے کی نیت عبادت اور نیک عمل سے یہ ہو کہ مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا کوئی عوض ملے تو حق تعالیٰ اس سے اس کا مطالبہ فرمائیں گے کہ ثواب کے قابل تو وہ عمل ہے جو اخلاص سے ہو۔ اور جب تیری نیت اس عمل سے یہ تھی کہ اس پر کچھ عوض ملے تو تو نے یہ عمل خالص میرے واسطے نہیں کیا بلکہ اپنے نفس کے واسطے کیا ہے، تو اس بندہ کو اخلاص کے ہونے میں تردد اور شک ہوگا، اس لئے کہ اگر اخلاص یقیناً ہوتا تو اس عمل پر عوض کا خواہاں نہ ہوتا۔ اور ایسے شخص کو یہی کافی ہے کہ اس عمل پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مواخذہ نہ ہو ثواب کی امید تو علیحدہ رہی۔

دوسری قسم :

دوسری قسم کے نیک اعمال وہ ہیں جو عشق و محبت اور اخلاص کے ساتھ کئے

جاتے ہیں اور ہر معاملے میں جانب اللہ کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اخلاص اور عشق و محبت کی لائن کے ایسے اعمال قبول ہی قبول ہیں۔ ایسوں کی برائیاں بھی نیکیوں سے بدل دی جاتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند قصیدہ بہاریہ میں فرماتے ہیں:

عجب نہیں تیری خاطر سے تیری امت کے — گناہ ہوویں قیامت کو طاعتوں میں شمار
بکیں گے آپ کی امت کے جرم ایسے گراں — کہ لاکھوں مغفرتیں کم سے کم پہ ہوں گی نثار

جدید طبقے کا دینی رجحان :

آج کل کے اس مادی ترقی یافتہ دور میں ہمارے دین دار طبقے کی اکثریت کی بڑی ناسمجھی یہ ہے کہ وہ کثرت ثواب والے نفلی اعمال (جو نفس کے خلاف نہیں) ان پر تو زور دیں گے، مگر قبولیت اعمال اور ثواب کو مضاعف (کئی گنا بڑھانا) کرنے والے لازمی ذرائع واسباب (عشق و محبت واخلاص) سے کوئی التفات نہیں رکھتے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کئی صف اوّل میں باقاعدہ نماز پڑھنے والے اور تہجد گزار بھی مسنون داڑھی سے محروم دکھائی دیتے ہیں۔ اور کہیں داڑھی تو پوری ہے مگر پاجامہ وغیرہ خلاف سنت ٹخنوں سے نیچے ہے اور ترقی میں رکاوٹ بنا ہوا ہے اور اکثر کی عملی زندگیوں میں آپ ﷺ کی مبارک سنتوں کا فقدان نظر آتا ہے۔ اور تقابل ہونے پر کئی مبارک مسنون اعمال کو محض سنت یا چھوٹی معمولی بات کہہ کر تضحیک کرتے ہوئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ اللہ پاک اور اس کے حبیب ﷺ سے عشق و محبت میں کمی بلکہ عدم موجودگی ہے جس سے ایمان قائم نہیں رہتا۔ محبت ہی دنیا کی وجہ تخلیق ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں قطب العارفین حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی دامت برکاتہم کی کتاب "محبت ہی محبت") اور رسول پاک ﷺ کی محبت ایک ایسا قیمتی

جوہر ہے جس کے بغیر ایمان قائم نہیں رہ سکتا جیسا کہ حدیث مبارک ہے کہ:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ.

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا اس وقت تک جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (مسلم شریف)

امتحان محبت :

اللہ پاک اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت کا صحیح امتحان اس وقت ہوتا ہے جب خوشی، غمی، شادی بیاہ، تعلیم و تربیت، معیشت، اخلاقیات وغیرہ کے رسم و رواج کا دینی احکام سے تصادم ہوتا ہے۔ اور ایسے حالات میں کئی بڑے دین دار بھی اپنی نفسانی خواہشات اور عجب، ریا، تکبر، حب جاہ اور نفاق وغیرہ کے زیر اثر دینی احکامات کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور غیر شرعی کاموں میں شریک ہوتے ہیں یا محرک بنتے ہیں ہمارے نزدیک یہ کھلم کھلا عملی نفاق ہے۔ اور انتہائی خطرناک ہے کیونکہ ایک رائی برابر تکبر کی موجودگی میں جنت میں نہیں جا سکتا۔

حضرت اقدس نے اپنے ایک ذاتی معاملہ سے سنت مبارک اور رسم و رواج کے تقابل کو سمجھانے کے لئے تحدیث نعمت کے طور پر اپنی شادی والے دن کا واقعہ سنایا کہ جب لڑکی والوں کے ہاں گیا تو میرا پاجامہ ٹخنوں سے ذرا اوپر تھا جس پر سسرال والوں میں سے کسی نے تجویز کیا کہ شادی کا موقع ہے ذرا نیچے کر لیا جائے اب چونکہ سنت مبارک اور رواج میں تقابل آ گیا تھا اس لئے میں نے پاجامہ کو نصف پنڈلی تک (جو کہ زیادہ افضل ہے) کر لیا۔ اور معترضین کی بالکل پرواہ نہیں کی اور وہ میرے بڑے بھائی حضرت ڈاکٹر محمد اسلم صاحب سے شکایت کر کے خود ہی ٹھنڈے ہو کر چپ ہو گئے۔

کفر کے مقابلے میں ایمان نہایت خالص جوہر ہے :

کفر کے مقابلے میں ایمان انتہائی غیرت مند ہے اور کسی قسم کی معمولی گندگی یا ملاوٹ کو برداشت نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر زم زم شریف کا ایک بہت بڑا ڈرم ہو اور اس میں اگر صرف چند قطرے ناپاکی مل جائے تو پھر وہ زم زم شریف سارے کا سارا ناپاک ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں کفر میں اس قدر وسعت ہے کہ ایک گندگی والی نالی میں جس قدر متبرک پانی ملاتے رہیں اس گندی نالی کی حیثیت نہیں بدلتی۔

شریعت پر جزوی عمل دینی غیرت کے فقدان کا مظہر ہے :

شریعت اور دین کی کچھ جزئیات پر عمل کرنا اور کچھ کو نفس اور خواہشات کے زیرِ اثر ترک کرنا دینی غیرت اور حمیت کے فقدان کا باعث ہے۔ جو ایمان کے خلاف ہے۔ البتہ معذوری اور مجبوری کی حالت میں دو مصیبتوں میں سے اگر کسی ایک کم درجے والی کو اختیار کرتا ہے جیسے اپنے بیوی بچوں کو دین پر سختی سے کاربند کرنے میں بے اختیار ہو یا خاندان کے تقسیم ہونے اور بچوں کے آوارہ ہونے کے ڈر سے کچھ کم درجے کی بے دینی برداشت کرنے پر مجبور ہے اور اپنے فعل پر نادم اور استغفار بھی کرتا رہتا ہے اور اپنی حالت سے غیر مطمئن ہوتے ہوئے باقاعدہ اپنی اصلاحِ احوال کی کوشش میں لگا رہتا ہے تو پھر ایمان دار ہونے میں شک نہیں۔

کھوٹے اعمال پر گرفت :

ذات باری تعالیٰ صفات و کمالات کا ایک خزانہ ہے اور اس کے حبیب کریم ﷺ کل کائنات کی وجہ تخلیق اور صفات و کمالاتِ باری تعالیٰ کا مظہر ہیں۔

تو آئینہ ہے کمالات کبریائی کا وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوۂ دیدار

اسی لئے ایک مومن کو اللہ پاک اور اس کے حبیب ﷺ سے بے حد عشق و محبت ہونا چاہئے اور اسی عشق و محبت میں ترقی کو اپنی نجات اور کامیابی کا سبب جانے اور اسی پر انحصار کرے۔ لہٰذا اپنے اندر ان صفات کو اجاگر کرنے والے اسباب اور ذرائع کو اپنے اوپر لازماً اختیار کرے، اور یاد رکھے کہ کھوٹ سے کئے گئے اعمال گرفت کا سبب بنتے ہیں جیسے کسی کی جیب سے ایک ہزار ریال کا کھوٹا نوٹ بر آمد ہو جائے تو کوئی عقل مند اس کو ایک ہزار کے نوٹ کے عوض صرف ایک ریال بھی نہ دے گا۔ بلکہ مقدمہ قائم ہو گا۔ اور یہ بھی تفتیش ہو گی کہ مزید کھوٹے نوٹ کہاں چھپا رکھے ہیں۔ وہ بھی نکالو۔ اور جن ذرائع سے حاصل کئے وہ بھی سزا کے مستحق ہو نگے۔

مسلمانوں کا مبارک گروہ :

مندرجہ بالا مسلمانوں کے علاوہ ایک مبارک گروہ وہ بھی ہے جن کے اعمال کے بارے میں خود آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک مُد (سیر) یا آدھ مُد (سیر) جَو کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

اس پچی حدیث مبارک کے مصداق گروہ کی اصل خوبی ان کا ذات باری تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی ذات پاک سے وہ عشق و محبت اور اخلاص ہے جو انہیں اپنے محبوب ﷺ کی صحبت مبارک میں نصیب ہوا ان ہی کی مدح میں قرآن مجید فرماتا ہے کہ :

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ.

جو ایمان والے ہیں وہ اللہ پاک سے شدید محبت کرتے ہیں۔

عشق و محبت کا ایک نمونہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت پیش کیا

جب کفار نے ان کو دعوت دی کہ بیت اللہ شریف میں حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اکیلے طواف کر لیں مگر عشق نبوی ﷺ سے سرشار حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنہوں نے عمرے کی نیت سے احرام بھی باندھا ہوا تھا ایسے ثواب کے عمل سے صاف صاف انکار کر دیا جس میں ان کے محبوب ﷺ کی شمولیت نہیں تھی۔ ان کی اس عاشقانہ قربانی پر اللہ پاک نے ان کو ایسی دائمی فضیلت اور انعام عطا فرمایا جو قیامت تک کلام اللہ میں بیعت رضوان کے نام سے محفوظ رہے گا۔ اور آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس مبارک بیعت رضوان میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک کی نمائندگی فرمائی۔ اور یہ دونوں بے مثال اعزاز حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وجہ سے عطا ہوئے کہ انہوں نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی ذات پر فوقیت دیکر قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کی عملی تفسیر پیش فرمائی:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ.

نبی ﷺ مومنین کے ساتھ خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کی محبت واتباع واحترام ہی اصل ایمان ہے:

آپ ﷺ کی ذات مبارک سب سے عظیم شعائر اللہ میں ہے اور ان کی محبت واتباع ادب واحترام ہی اصل ایمان ہے۔ آپ ﷺ کے عشق ومحبت سے خالی شخص مومن ہونے کا سچا دعوے دار نہیں اور جب تک حبیب کریم ﷺ کی محبت سے اطاعت نہیں کرتا اللہ پاک سے محبت کا سچا دعوے دار نہیں ہو سکتا اور قرآن پاک میں اللہ پاک نے اپنی محبت کی کسوٹی حضور پاک ﷺ کی اتباع کو فرمایا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ.

اور آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم

لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ قیامت کب آئے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: تونے اس کے لیے کیا سامان کررکھا ہے (جو اس کے آنے کا اشتیاق ہے) اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لیے کچھ نماز روزہ کا سامان تو نہیں کیا۔ مگر اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ (قیامت میں) ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہوگا۔

عشق و محبت اور اخلاص کی لائن سے فیض یافتہ مسلمانوں کے بارے میں قرآن مجید یہ بشارت بھی دیتا ہے کہ اللہ کریم ان کے سیئات کو حسنات میں مبدل فرمائیں گے۔ قرآن مجید کی آیت ہے:

أُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ.

اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں۔

اسی طرح رؤف رّحیم ﷺ کی "ریاض الجنۃ" کے دروازے پر لکھی ہوئی یہ حدیث مبارک:

شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ

ہر بڑے سے بڑے مسلمان گناہ گار امتی کو بشارت سنا رہی ہے۔

محبت الٰہی :

اللہ پاک سے سچی محبت رکھنے والا کسی چھوٹے سے چھوٹے دینی حکم کی خلاف ورزی سے بھی اعراض کرتا ہے اس کے لئے شرعی ضابطے ساری دنیا سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں اور اس کی نگاہ ہر وقت اپنے کریم آقا پر رہتی ہے اور وہ اپنے ہر کام میں اپنے

مولا کی رضا ڈھونڈھتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ان لوگوں کی مدح میں یہ آیت مبارکہ ہے کہ:

"وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ" الآية

اور آپ ﷺ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔

اس طرح ایمان دار شخص اپنے رب سے محبت اور دینی غیرت کی وجہ سے غیر اللہ سے بغض اور تعصب بھی رکھتا ہے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیاں اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں حضرت حذیفہؓ ایک دفعہ سفر میں تھے آپکے دست مبارک سے کھانا کھاتے وقت لقمہ گر گیا۔ آپ اس کو اٹھا کر صاف کر کے منہ میں ڈالنے لگے عجمی لوگ یہ دیکھ رہے تھے، خادم نے چپکے سے یہ کہا کہ حضرت ایسا نہ کیجئے یہ عجمی لوگ گرے ہوئے لقمہ کو اٹھا کر کھانے کو بہت برا مانتے ہیں اور ایسے لوگوں کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں، آپ نے جواب دیا:

أَأَتْرُكُ سُنَّةَ حَبِيْبِىْ لِهٰؤُلاَءِ الْحُمَقَاء!!

کیا میں ان بے وقوفوں کی وجہ سے اپنے حبیب ﷺ کی سنت کو چھوڑ دوں!!

مخلوق اللہ میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے عقل مند لوگ :

مخلوق اللہ میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے زیادہ عقل مند لوگ اولیائے کرام رحمہم اللہ سمجھے جاتے ہیں ان

بابرکت ہستیوں کے طفیل ہی ہر فتنے اور مشکل وقت میں دینِ اپنی بہترین حالت میں برقرار رہااور ان کی سوانح ہائے حیات عشق و محبت اور اخلاص کے واقعات کا بہترین نمونہ ہیں۔ اور ان کے مبارک معمولات میں ذکر و درود شریف کی کثرت اور مسجد نبوی شریف کی زیارت نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔اس لائن کا ایک مجرّب عمل مسجد نبوی شریف میں اعتکاف بھی ہے جس کے بارے میں مجھے ایک بہت پرانا اشکال تھا کہ مکہ مکرمہ کی ایک نیکی پر ایک لاکھ نیکیوں کے ثواب کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں سوائے امام مالکؒ کے تمام فقہاء کا فیصلہ ہے۔ کہ مدینہ طیبہ میں ایک نیکی کے بدلے ایک ہزار اور کچھ احادیث مبارکہ میں پچاس ہزار نیکیوں کا ثواب ہے جو کہ مکہ مکرمہ کے مقابلے میں بہت کم ہے لیکن اسکے باوجود مشاہدہ ہوا ہے کہ تقریباً تمام اکابر اولیائے کرام مسجد نبوی شریف میں ہی اعتکاف فرماتے رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ لگتی ہے کہ مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کی توجہات مبارکہ سے فیوض و برکات کو چار چاند لگ جاتے ہیں البتہ اصلی نفع حاصل کرنے کے لئے انفرادی استعداد، کیفیت احسان اور قرب ضروری ہے اسی لئے جہاں عام مسلمانوں کو زیارت کا ثواب حاصل ہوتا ہے وہاں حضرات اولیائے کرام جو کہ عشق و محبت اور اخلاص کے جوہر سے مزین ہوتے ہیں ان کو دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ظاہری اور باطنی ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔ اسی لئے یہ حضرات مکہ شریف کے بجائے مدینہ منورہ میں اعتکاف فرماتے ہیں اور انہیں حضرات کی شان مبارک میں کہا گیا ہے کہ عارف کی ایک رکعت دوسروں کی ایک لاکھ رکعت سے بہتر ہوتی ہے۔ اسی طرح ان کا روزہ، ان کا صدقہ دوسروں کے روزے اور صدقے سے لاکھوں درجے بڑھ جاتا ہے۔

اسی مجلس میں ڈاکٹر محمد ظفیر احمد صاحب جو کہ حضرت شیخؒ کے پرانے مرید ہیں اور سعودی نیشنل ہیں حضرت صوفی صاحب دامت برکاتہم کے ہاں تشریف فرما

تھے۔ حضرت اقدس نے ان سے مسجد نبوی میں اعتکاف کی فضیلت بمقابل حرم مکہ شریف کے بارے میں رائے دریافت فرمائی تو انہوں نے جواباً فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت شیخؒ رمضان شریف کے پورے مہینے کے اعتکاف کے لئے سہارن پور میں گئے تھے میں (حضرت ڈاکٹر ظفیر احمد صاحب) ۲۶ رمضان المبارک کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ چھوڑ کر دارالکفر (ہند) میں اپنے شیخ کے پاس سہارن پور حاضر ہوا۔ اور اپنے اہل خانہ اور دوستوں کے اعتراض و استفسار پر کہ مدینہ منورہ کو چھوڑ کر کیوں باہر جاتے ہو۔ اس پر میں نے کہا تھا کہ انشاء اللہ یہاں سے کہیں زیادہ ملے گا۔ پھر سہارن پور میں اعتکاف کے خاتمے پر حضرت شیخ صاحب سے عرض کیا کہ میں نے معترضین کے جواب میں یہ (مندرجہ بالا جملہ) کہا تھا مگر مجھے معلوم نہیں کہ مجھے کیا ملا۔ اس پر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ اٹھا کر کچھ اس محبت سے مجھے دیکھا کہ ان مبارک کیفیات کا کیا کہنا۔ (جو ملا سو ملا)۔

حضرت ڈاکٹر ظفیر احمد صاحب کے مندرجہ بالا واقعہ کو عام فہم بنانے کے لئے حضرت جنیدؒ کا ایک سوال پیش خدمت ہے۔ حضرت جنیدؒ کے پاس چار شخص آئے۔ پوچھا کہ عید کی نماز کہاں پڑھو گے ایک نے کہا مکہ شریف میں۔ دوسرے نے کہا مدینہ طیبہ میں، تیسرے نے کہا بیت المقدس میں، چوتھے نے کہا کہ آپ ہی کے پاس بغداد میں۔ فرمایا "انت ازھدھم واعلمھم وافضلھم" کہ تو سب سے زیادہ دنیا سے منہ موڑنے والا اور سب سے زیادہ اعلیٰ اور افضل ہے۔ (کہ افضل ثوابوں کے مقابلہ میں شیخ کے پاس رہ کر علم حاصل کرنے کا فرض ادا کرتا رہے گا)۔

حضرت شیخؒ کی تڑپ :

ہمارے قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریاؒ کی زندگی کے آخری سالوں کی

سب سے بڑی خواہش مبارک یہ تھی کہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں میں عشق و محبت اور اخلاص کے جواہر اجاگر ہو جائیں تاکہ ان کے اعمال وزنی ہو سکیں۔ اور ان ہی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے حضرت شیخؒ کے ہاں رمضان شریف کے پورے مہینے کا اعتکاف ہوتا تھا۔ جو زندگی کے آخری رمضان شریف تک (جبکہ حضرت شیخؒ نہایت بیمار تھے اور ڈاکٹروں نے سفر سے بھی منع کر رکھا تھا) انتہائی اہمیت کے ساتھ جاری رہا (اور الحمد للہ حضرت شیخؒ کے وصال کے بعد بھی حضرت صوفی محمد اقبال صاحب دامت برکاتہم اور ان کے مریدین میں آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ از مرتب)۔ اور اس عمل مبارک سے مسلمانوں کی کثیر تعداد نفع اٹھا رہی ہے۔ حرمین شریفین میں مخصوص حالات اور حکومتی پابندیوں کی وجہ سے چونکہ وہاں اس طرح کے خصوصی اعتکاف ممکن نہ تھے اس لئے حضرت شیخؒ مدینہ منورہ میں مستقل ہجرت فرمانے کے بعد بھی رمضان شریف کے اعتکاف کے لئے سعودی عرب سے باہر دوسرے ممالک میں اس عظیم ترین مقصد کے لئے اسفار فرماتے تھے اور رمضان شریف میں مدینہ منورہ سے جدائی کی وجوہات کے بارے میں نہایت افسوس سے یہ فرماتے تھے کہ اگر تصوف کے یہ مقاصد مدینہ منورہ میں حاصل ہو سکتے تو میں وہاں کے فیوض و برکات کو چھوڑ کر دار الکفر (ہند) وغیرہ میں کیوں جاتا۔ اور پھر حضرت شیخؒ کے ہمراہ ان کے مخلص مریدین کی ایک کثیر جماعت ہوتی تھی جو اپنے شیخ مکرم کی معیّت اور توجہات مبارکہ اور اللہ پاک کے فضل وکرم سے عظیم ظاہری و باطنی ترقیات سے نوازی جاتی تھی۔ یاد رہے کہ حضرت شیخؒ نے اس طرح کے خانقاہی اعتکاف کو بہت اہمیت دی اور آپ رمضان شریف میں حرمین شریفین میں اعتکاف کی بجائے اپنی اپنی جگہ اپنے مشائخ کے ہمراہ اعتکاف کی ترغیب فرماتے تھے۔ اللہ کرے حضرت شیخؒ سے منسوب حضرات حضرت شیخؒ کی زندگی کی اس سب سے بڑی خواہش کو اہمیت دیتے ہوئے اس پر پوری طرح عمل پیرا ہو سکیں۔

تحریر کا ماحصل :

قرآن وسنت میں ایمان کے بعد اور ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کی بے حد ترغیب آتی ہے۔ طرح طرح سے اس پر ابھارا گیا ہے اور فضائل فرمائے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ اپنی جگہ حقیقت ہے کہ ہمارے اعمال بے روح اور بے جان ہیں اس لئے وہ بارگاہ عالی کے قابل قبول نہیں ہیں کسی بڑے سے بڑے کا عمل اس بارگاہ عالی کے قابل نہیں۔ پھر اعمال کی اتنی ترغیبیں جو آئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے ناقص اور ناقابل قبول اعمال ہی کو اپنے عظیم فضل وکرم سے قبول فرماتے ہیں، اور ایک دفعہ ناقص عمل کرنے کے بعد بار بار اسی عمل کی توفیق دے دینا قبول کر لینے کی ایک علامت ہے جب قبول کر لیا تو صالح ہو گیا، اسی کا وزن ہو گا ایک ایک نیکی پر بخشش کے فیصلے ہونگے۔ لہٰذا ایمان واحتساب یعنی ثواب کی نیت رکھتے ہوئے اور اسکے فضل سے امید رکھتے ہوئے اعمال میں سستی نہیں کرنی چاہئے البتہ اپنی نسبت سے اعمال کو کچھ نہیں سمجھنا چاہئے اور چونکہ اعمال کی قبولیت کا دار ومدار اخلاص اور عشق ومحبت پر ہے اس لئے جو اعمال عشق ومحبت کی لائن کے ہوں اگرچہ ثواب میں کم ہوں ان کا بہت اہتمام کرنا چاہئے۔ غیر اللہ سے جب تقابل آجائے تو بہت ہمت کر کے اللہ کی جانب کو ترجیح دینا چاہئے۔

خلاصہ یہ کہ اپنے اعمال پوری طرح ناقص اور بے روح سمجھتے ہوئے حسب استطاعت خوب کوشش سے کرنے چاہئیں۔ اور محض فضل پر اعتماد کرنا چاہئے اسی لئے نماز میں تعدیل ارکان واجب ہے جو کہ فالجملہ انسان کر سکتا ہے۔ یعنی وہی ناقص عمل کو اطمینان اور اچھی طرح سے کرنے کا حکم ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اعمال کی اتنی تاکید ہی نہ ہوتی اور نہ ہی تعدیل ارکان کا حکم ہوتا۔ اسکے ساتھ ساتھ اپنے ناقص

اعمال کو بارگاہ عالی میں شرف قبولیت کے لائق بنانے کے لئے عشق و محبت اور اخلاص سے لازمی مزین کرنا چاہئے۔

اخلاص اور عشق و محبت بڑھانے کے طریقے :

ایک سوال کے جواب میں عشق و ایمان بڑھانے کے ذرائع کے بارے میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ:

(۱) سب سے اعلیٰ طریقہ فنافی الشیخ ہونا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ کسی کو اپنا شیخ بنائے۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا
دامن رہبر بگیر وپس بیا
بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق
عمر بگذشت و نہ شد آگاہ عشق

ترجمہ : اے دل اگر اِس سفر کی خواہش ہے تو رہبر کا دامن پکڑ کر چلو اس لئے کہ جو بھی عشق کی راہ میں بغیر رفیق کے چلا اس کی عمر گذر گئی اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

لیکن اس سے پہلے شیخ کی شرائط و آداب کے بارے میں خوب تحقیق کرلے حدیث مبارک میں اولیاءاللہ کی بڑی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ "ان کی صحبت میں اللہ یاد آئے" یعنی ان کی صحبت میں دنیا کی محبت کم ہو جائے اور حق تعالیٰ کی محبت زیادہ ہو جائے۔ البتہ ایک دفعہ مرید بننے کے بعد اپنے شیخ پر مکمل اعتماد اور ظاہری و باطنی انقیاد کا مظاہرہ کرے اور سارے جہاں میں اپنے شیخ کو اپنے لئے سب سے بڑا نافع اور موصل الی اللہ جانے۔ اور اس اصلاحی لائن کے علاوہ اپنے شیخ کی زندگی

کے دوسرے شعبوں سے بے خبر رہنے کی کوشش کرے (کیونکہ شیخ بہرحال ایک بشر ہے اور انسانی کمزوریوں سے بالکل پاک نہیں ہو سکتا) اور جب مرید حقیقت شیخ سے خوب واقف ہو کر یعنی یہ جانتے ہوئے کہ میری مقصود تک رسائی محض ذات الٰہی کی قبولیت سے ہے اور شیخ اس راستے میں بطور وسیلہ ہے اپنے شیخ کی اتباع کامل کرتا ہے تو فنافی الشیخ ہونے کے ساتھ ہی منزل مقصود حاصل کرلیتا ہے۔

(۲) اس کے علاوہ ذرائع کے طور پر اولیاء اللہ کے عشق و محبت کے قصے اور سوانح عمریاں اپنے مطالعہ میں رکھے۔ قِصص کا دلوں کو تقویت پہنچانے میں معاون ہونا تو خود قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اس کے بارے میں تو شریعت میں بھی بہت ترغیب دی گئی ہے۔

(۳) کثرت ذکر اور کثرت درود شریف کرے اور ان کو پھیلانے والے اسباب یعنی مجالس ذکر و درود شریف کے لئے محنت کرے۔

(۴) اسی طرح اپنے شیخ کے علاوہ پورے آداب کے ساتھ عشاق (مخلصین) کی صحبت اختیار کرے۔

(۵) عشقی افعال کو بہ تکلف اختیار کرے کیونکہ ظاہر کا باطن پر اثر پڑتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے دل نرم ہو جاتا ہے۔

(۶) کچھ نہ کچھ صدقہ دیتا رہے۔

(۷) تنہائی میں دعاؤں میں کثرت کرے۔

مرتب :

محمد آزاد منہاس

فہرست مضامین

یَا وَدُوْدُ

وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ

محبّت

(جدید ایڈیشن مع اضافات)

از افادات

سرحلقۂ عشّاق، شاہ محبوبانِ جہاں، عارف باللّٰہ، برکۃ العصر، قطب العالم، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمّد زکریّا المہاجر المدنی قدس اللّٰہ سرّہٗ

○ محبّت کا راز	○ محبّت کی لذّت
○ محبّت کا حصول	○ محبّت ونفرت کا تلازم

مُرتّبہ

قُطبُ العارفین حضرت صوفی محمّد اقبال صاحب مُہاجر مدنی دامت برکاتہم

بسم الله الرحمن الرحيم

Book Name:

Ikhlas,Ishq,Mohabbat
or Kasrat-Sawab Waalay Aamaal.

Az Afaadaat by Shaykh Sufi Mohammad Iqbal
(Mohajar Madani) RA.
Author: Hazrat Jenab Colonel Mohammad Azad Minhas Saheb.

A Special Acknowledgment To:
Hazrat Jenab Aftab Ahmed Saheb
Hafiz ALLAH (Madina Munawara).

Website File Format:
PDF 1.4, File Size 4.21 MB, Pages 22
Dated: Dul Qaada ' 28 1443 AH (25 June' 2022)

Prepared & Digitized by: Mohammad Noor Bari.
Noor Hira Publishers.
Email: noorbari786@gmail.com
Phone: 0092-312-2502281

ملنے کے پتے:

۱۔ مکتبہ حضرت شاہ زبیرؒ
خانقاہ شریف و جامع مسجد جلیلیہ
ایس۔ٹی۔ ۵،۳ سی۔ سرجانی ٹاؤن
کے۔ڈی۔اے اسکیم نمبر ۴۱۔ کراچی
فون : ۶۹۱۱۱۳۹

۲۔ شیخ محمد یونس
۲۴۲۔A احمد بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور